

Name of Candidate : IMTIYAZ AHMAD
Name of the Supervisor : Prof. KAUSAR MAZHARI
Department : Department of Urdu Faculty of Humanities & Languages
Topic of Research : Urdu Novel: Mauzooat-o-Asaleeb 1960 ta Haal
Keywords : Analysis, Critic, Novel Critic ,Cultural aspect ,Fiction Critic,
Style of Fiction.

ABSTRACT

(تلخیص)

اردو کی تمام نثری اصناف میں 'ناول' ایک ایسی صنف نثر ہے جو انسانی زندگی اور اس کے بدلتے منظر ناموں کو تفصیل سے بیان کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ وہ منظر نامہ خواہ کسی ملک کا ہو یا قوم کا، وہ سیاسی، سماجی اور مذہبی ہو یا تعلیمی، اخلاقی اور تہذیبی و معاشرتی یا ان سب کے علاوہ جنسی اور رومانی ہو، یہ تمام منظر نامے وقت اور حالات کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں اور ناول ان بدلتے منظر ناموں کو مختلف طرح سے پیش کرتا رہتا ہے۔ ابتدائی عہد میں ناول کا منظر نامہ بالکل مختلف تھا اس وقت ناول کا مقصد صرف خیر و شر کے مابین تمیز کرنا تھا اور یہ بتانا تھا کہ ہم اچھے ہیں تو اپنی کن عادات و اطوار کی بنیاد پر، اور اگر برے ہیں تو کن وجوہات کی بنا پر۔ یعنی اس کی بنیاد اصلاح پر رکھی گئی تھی تاکہ ایک صالح اور متوازن معاشرے کا قیام عمل میں آسکے۔ ایسے ناول نگار جنہوں نے ابتدائی عہد کے بدلتے منظر ناموں کو اپنے ناولوں میں پیش کیا ان میں ڈپٹی نذیر احمد، عبدالحلیم شرر، اور مرزا ہادی رسوا قابل ذکر ہیں۔ اس ابتدائی عہد کے بعد ناول کا جو نیا منظر نامہ سامنے آیا وہ بیسویں صدی کے ابتدائی عشرے سے تیسری دہائی تک پھیلا ہوا ہے۔ اس عہد میں جو قابل ذکر نام ہے وہ منشی پریم چند کا ہے۔ پریم چند نے اپنے ناولوں کے ذریعہ سماج کے دبے کچلے طبقے کی نمائندگی کی اور یہیں سے اردو ناول نے کروٹ بدلی جس پر ترقی پسند ناول نگاروں نے اپنے ناولوں کی بنیاد رکھی۔

ترقی پسند تحریک کے زیر اثر لکھنے والوں میں سجاد ظہیر، عزیز احمد، کرشن چندر، عصمت چغتائی، رامانند ساگر اور حیات اللہ انصاری وغیرہ قابل ذکر ہیں جنہوں نے اردو ناول کے بدلتے منظر ناموں کو اپنی تحریروں میں پیش کیا۔ اس تحریک کے ذریعہ ادب کا جو نیا منظر نامہ سامنے آیا وہ یہ تھا کہ ادب کے موضوعات میں تبدیلیاں ہوئیں۔ رومانیت کا خاتمہ ہوا، اصلاح پسندی جو ابتدائی ناولوں کی خصوصیات تھی وہ طاق نسیاں بن گئی۔ عورت اپنے پورے وجود کے ساتھ ادب میں شامل ہوئی۔ خیالی اور ماورائی باتوں کو نظر انداز کر کے ادب میں حقیقت نگاری کو اہمیت دی گئی۔ تو ہم پرستانہ جذبات و عقائد ادب سے خارج کر دیے گئے اور زندگی کے تلخ حقائق کو ادب کا حصہ بنایا گیا۔ آئیڈیل کرداروں کی جگہ سماج کے دبے کچلے مزدور طبقے نے لے لی، خیالی اور فرضی کرداروں سے انحراف کر کے سماج کے دبے کچلے لوگوں کی زندگی کے مسائل سے جو جھنے والے کرداروں کو جگہ دی گئی اور 'ادب برائے ادب' کے بجائے 'ادب برائے زندگی' کے نظریے کو فروغ دیا گیا۔ صرف یہی نہیں، بلکہ اسلوب اور تکنیک کی سطح پر بھی بہت ساری تبدیلیاں ہوئیں جو اس عہد کے ناولوں کے مطالعے سے واضح ہوتی ہیں جن کا ذکر اس مقالے میں تفصیل سے کیا گیا ہے۔

ترقی پسند تحریک کے بعد اردو ناول کا نیا منظر نامہ سامنے آیا۔ اس رجحان کے تحت لکھنے والوں میں ہندوپاک کے ناول نگاروں میں قرۃ العین حیدر، انور سجاد، انیس ناگی، انتظار حسین، جمیلہ ہاشمی، جیلانی بانو، رضیہ فصیح احمد، عبداللہ حسین، اور بانو قدسیہ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ لیکن 1960 سے 1980 کی دہائی جسے جدیدیت کے نام سے جانا جاتا ہے۔ ہندوستان میں اس مدت میں کوئی ایسا قابل ذکر ناول سامنے نہیں آیا جسے جدیدیت کی کسوٹی پر پرکھا جاسکے۔ جدیدیت کے بعد مابعد جدیدیت کا منظر نامہ سامنے آتا ہے۔ اس کا زمانہ تقریباً 1980 کے بعد تسلیم کیا گیا

ہے۔ اس رجحان کے تحت لکھنے والوں کی ایک طویل فہرست ہے جس کا ذکر یہاں مناسب نہیں۔ اس رجحان کے تحت لکھنے والوں کی تخلیقات میں وہ ساری چیزیں جو جدیدیت کی حواس باختگی میں گم ہو گئی تھیں وہ سب واپس آ گئیں لیکن زبان و بیان اور تکنیک کی سطح پر بہت ساری تبدیلیاں ہوئیں جس کا اندازہ مذکورہ تخلیق کاروں کی تخلیقات سے کیا جاسکتا ہے۔

1960 کے بعد ہندوستان میں جو ناول لکھے گئے ان میں حاوی موضوعات تقسیم ہند، ہجرت، تہذیب و ثقافت کی بازیافت وغیرہ ہیں۔ ان تمام موضوعات سے متعلق ہمارا کام کرنے کا جو طریقہ تھا وہ یہ کہ ہم نے موضوع سے متعلق تمام فن پاروں کے بنیادی ماخذ تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کی ہے اور براہ راست متن کی روشنی میں اس کے موضوعات اور اسلوب کو پیش کرنے کی سعی کی ہے۔ اس کے بعد ان فن پاروں کا اس کے سیاسی، سماجی اور تہذیبی و ثقافتی سیاق و سباق کی روشنی میں ان تمام پہلوؤں کا احاطہ کرنے کی کوشش کی ہے۔

اس مقالے کا پہلا باب ”اردو ناول: موضوعات و اسالیب 1936 تا 1960“ ہے۔ اس میں جن ناول نگاروں کی تخلیقات کو شامل کیا گیا ہے ان میں سجاد ظہیر، کرشن چندر، عصمت چغتائی، منٹو، رامانند ساگر اور قرۃ العین حیدر وغیرہ اہم ہیں۔ مذکورہ ناول نگاروں کے ناولوں کے براہ راست مطالعے کے بعد ان کے موضوعات و اسالیب کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔ ترقی پسند تحریک کے زیر اثر موضوعات و اسالیب میں کس طرح تبدیلی آئی ہے متن کی روشنی میں اس کو پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اس مقالے کا دوسرا باب ”اردو ناولوں کے موضوعات 1960 تا 1980“ (علامتی اسلوب کی بنیاد پر) ہے۔ اس میں ایسے ناولوں کو شامل کیا گیا ہے جن میں جدیدیت کے عناصر پائے جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ بات میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ اس عہد میں جتنے ناول لکھے گئے ان سب میں یا تو ترقی پسندی کی گونج سنائی دیتی ہے یا تقسیم ہند کی کرناک صورتحال یا تہذیبی و ثقافتی بحران ہے۔ اس عہد میں زیادہ تر شاعری کی گئی یا تو افسانے لکھے گئے جس میں جدیدیت کے عناصر پائے جاتے ہیں۔ میری نظر میں اس متعینہ مدت میں کوئی بھی ہندوستانی ناول ایسا نہیں ہے جسے ہم جدیدیت کا ناول کہہ سکیں یا اس کے معیار پر اسے پرکھ سکیں۔ اس لیے اس میں ان تخلیق کاروں کی تخلیقات کو شامل کیا گیا ہے جو جدیدیت اور مابعد جدیدیت دونوں عہد میں لکھے رہے تھے۔ جن ناول نگاروں کے یہاں تھوڑا بہت جدیدیت کا عنصر پایا گیا ہے ان کو ہم نے جدیدیت میں بھی رکھا ہے اور مابعد جدیدیت میں بھی۔ ایسے فنکاروں میں راجندر سنگھ بیدی، علیم مسرور، جوگندر پال، شفیق احمد خاں شفق، صلاح الدین پرویز، غضنفر، مظہر الزماں خاں، اقبال مجید، اور سید محمد اشرف وغیرہ اہم ہیں۔ اس باب کے تحت انہیں منتخب تخلیق کاروں کی تخلیقی نگارشات کی روشنی میں ان کے موضوعات کے تعین کی کوشش کی گئی ہے۔

اس مقالے کا تیسرا باب ”اردو ناولوں کے اسالیب 1960 تا 1980“ ہے۔ اس میں بھی مذکورہ تخلیق کاروں کی تخلیقات کی روشنی میں ان کے اسالیب کی نشاندہی کی گئی ہے۔

اس مقالے کا چوتھا باب ”اردو ناولوں کے موضوعات 1980 تا حال“ ہے۔ اس میں مابعد جدید عہد میں جن ناول نگاروں کو شامل کیا گیا ہے ان میں ظفر پیامی، عبدالصمد، حسین الحق، انور خاں، علی امام نقوی، الیاس احمد گدی، غضنفر، پیغام آفاقی، شمول احمد، مشرف عالم ذوقی، یعقوب یاور، احمد صغیر، محمد علیم، آشا پر بھات، کوثر مظہری، خالد جاوید، شمس الرحمن فاروقی، رحمن عباس، انیس اشفاق، صادق نواب سحر، نیلوفر، صغیر رحمانی، اختر آزاد، ریو بہل اور شا کر کرمی وغیرہ کے ناولوں کے مطالعے کے دوران ان کے محاسن و معائب کی نشاندہی کی گئی ہے۔

اس مقالے کا پانچواں باب ”اردو ناولوں کے اسالیب 1980 تا حال“ ہے۔ اس میں مذکورہ تخلیق کاروں کے ناولوں کی زبان اور اسالیب کو بیان کیا گیا ہے۔ زبان اور اسلوب کی سطح پر جدیدیت سے مابعد جدیدیت کی طرف مراجعت کرنے والے تخلیق کاروں کے ماقبل اور مابعد اسلوب میں جو تبدیلی بظاہر نظر آئی ہے اس کی نشاندہی کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اس مقالے کے آخر میں ”ماحصل“ کے تحت تمام مباحث کا نچوڑ جو مذکورہ تخلیق کاروں کی تحریروں کے مطالعے کے بعد سامنے آیا ہے، اس کو پیش کیا گیا ہے۔